اساتذہ کے لئے
چند رہنما اصول

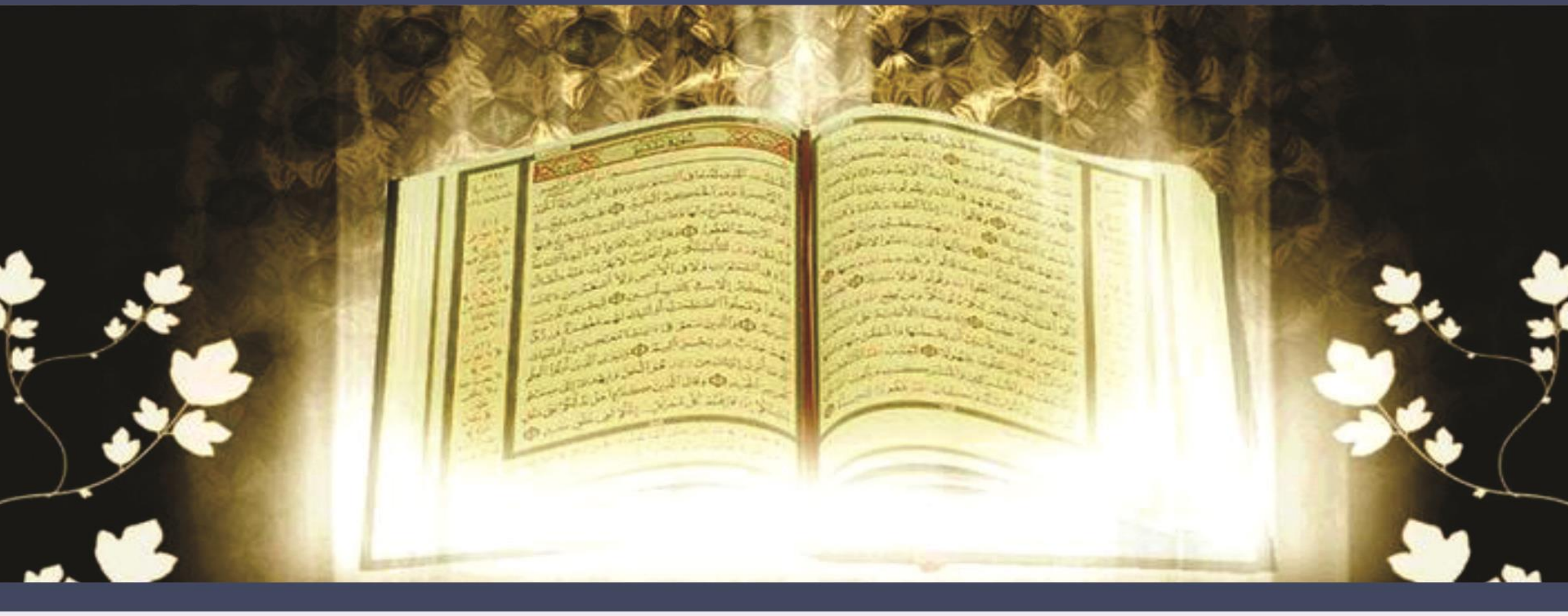

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی

ایم اے عربی، اردو، فارسی، اسلامیات

جامع مسجد الفرقان ملیر کینٹ کراچی

اساتذہ کے لئے

چند رہنما اصول

☆☆☆

بریگیڈئیر (ر)

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن

ایم اے، ایم او ایل، پی ایچ ڈی

ایم اے عربی، اردو۔ فارسی۔ اسلامیات

جامع مسجد الفرقان ملیر کینٹ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

اساتذہ کرام کے لئے ٔ رہنما اصول ٔ کے نام سے یہ مختصر سا مقالہ اپنی سعادت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

اساتذہ کرام دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عمل کے وارث ہیں۔ ان کی سعادت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے پاسبان ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر عمل بعد میں آنے والے کے لئے نمونۂ عمل ہے۔ اسی اُسوہ کو ہمیں حرزِ جان بنا لینا چاہیئے۔

اساتذہ کرام کے بلند مقام کے پیشِ نظر گو میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ ان کی خدمت میں رہنما اصول پیش کرسکوں مگر یاددہانی کی خاطر یہ چند سطور پیش کی جا رہی ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے پوری اُمید ہے کہ اگر انہیں پیش نظر رکھ کر تدریس کا عمل جاری رکھا گیا تو اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر عمل کرنے کی پوری توفیق نصیب ہو اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد خیرُ کُم کا مصداق بن سکیں۔ آمین۔

طالب رحمت

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

علم وعمل

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''علم کا رشتہ جب عمل سے منقطع ہوجاتا ہے تو وہ وبال بن جاتا ہے
اور جب عمل علم سے بے نیاز ہوجاتا ہے تو اس کی حیثیت
ضلالت اور گمراہی کے سوا کچھ اور نہیں ہوتی''۔

(احیائے علوم الدین)

اساتذہ کے لئے چند رہنما اصول

اس مقالہ میں چند ایسے اصول بیان کئے گئے ہیں جن کی پابندی اساتذہ و معلمین کے لئے بڑی ہی مفید ثابت ہوگی۔

شاگردوں پر شفقت و نرمی:

اساتذہ کو چاہئے کہ شاگردوں پر شفقت کریں اور انہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ۔ (ابوداؤد)

میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے والد اپنی اولاد کے لئے ہوتا ہے۔

اور ابوہارون عبدی۔۔۔ کا کہنا ہے کہ جب ہم طالب علم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو فرماتے:

''خوش آمدید! خوش آمدید''

سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب زمین تمہارے لئے مسخر کردی جائے گی اور تمہارے پاس کم عمر آئیں گے جو علم کے بھوکے پیاسے ہوں گے۔ دین کی سمجھ کے خواہش مند ہوں گے اور تم سے سیکھنا چاہیں گے، پس جب وہ آئیں تو انہیں تعلیم دینا، مہربانی سے پیش آنا اور ان کی آؤ بھگت کرنا اور حدیث بتانا۔ ابن ماجہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَحَيُّوهُمْ وَعَلِّمُوهُمْ۔

انہیں خوش آمدید کہنا، ان کے لئے دعا کرنا اور انہیں علم سکھانا۔

اساتذہ کو غصہ اور طیش میں نہیں آنا چاہئے، تجربے سے یہ ثابت ہے کہ سخت کلمات کی بہ نسبت نرم کلمات زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ''استاذ کو بردبار اور حلیم الطبع ہونا چاہئے''۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ''جب تک تیرا غصہ باقی ہے اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کر''۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ''معلم کو مہر و محبت کا مجسمہ ہونا چاہئے، درشت خو آدمی کی بات سننے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا''۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ (آل عمران:۱۵۹)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مہربانی سے ان کے لئے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ سخت، درشت خو ہوتے تو لوگ آپ سے ہٹ جاتے۔''

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اپنے شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص ومحبت سے پیش آؤ کہ دوسرا دیکھے تو سمجھے کہ یہ تمہاری اولاد ہیں''۔

طلبہ کو مارنا نہیں چاہئے کیا اساتذہ اپنی طالب علمی کے دوران اپنے لئے اس مار کو پسند کرتے تھے؟ حدیث میں ہے:

لا یؤمن احد کم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔

''اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے اندر یہ بات نہ ہو کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ صحنِ مسجد میں درس دے رہے تھے۔ بارش ہونے لگی۔ طلبہ اپنی اپنی کتابیں لے اندر چلے گئے۔ حضرت نے ان کے جوتے اٹھائے اور حفاظت کی جگہ رکھ دیے۔

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی بات پر طلبہ سے ناراض ہوگئے اور کہا:

لقد هممت ان لا احدثكم شهراً

''میں نے ارادہ کرلیا ہے تمہیں ایک ماہ تک درس نہ دوں۔''

اس پر ایک نوجوان طالب نے عرض کیا:

يا ابامحمد! لن جانبك و حسن قولك وتأس بصالحي سلفك واجمل مجالسة جلسائك فقد اصبحت بقية الناس وامينا لله ورسوله على العلم۔

''آپ نرمی فرمائیں اور اچھی بات کیجئے، اپنے اسلاف کرام کی پیروی کیجئے اپنے حلقہ نشینوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے کیونکہ آپ ان بزرگوں کی یادگار، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے امین اور ذمے دار ہیں۔''

شاگرد کی اس بات سے استاذ پر رقت طاری ہوگئی، بہت روئے اور یہ شعر پڑھا:

بستیاں خالی ہوگئیں تو میں بغیر سردار بنائے سردار بن گیا اور تنہا میری سرداری میرے لئے بڑی آزمائش ہے۔

اور پھر تمام طلبہ کو پڑھانا شروع کردیا۔

اخلاص نیت:

اساتذہ کو چاہئے کہ درس وتدریس میں انتہائی خلوص سے کام لیں، تدریس سے مقصود دنیا کمانا نہ ہو بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور آخرت کے لئے یہ کام کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من تعلم علمًا مما يبتغى به وجه الله لا يتعلمه الا ليطلب عرضًا من الدنيا لم

یجد عرف الجنۃ یعنی ریحھا۔

''جس نے ایسا علم سیکھا جس سے اللہ کی رضامندی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اس کا مقصد دنیا ہے تو ایسے شخص کو جنت کی ہوا تک نہیں پہنچے گی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

جس عالم کو دنیا سے محبت رکھنے والا دیکھو اس کو دین کے بارے میں اچھا نہ سمجھو اس لئے جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اسی میں گھسا کرتا ہے۔

اساتذہ کو بہر حال دنیوی حرص و لالچ سے بہت بلند ہونا چاہئے ورنہ وہ عزت کے اس مقام تک پہنچ نہیں سکیں گے جو اس مقدس پیشہ سے وابستہ ہے بلکہ حرص و لالچ سے ملنے والا رزق ان کی عزت کو داؤ پر لگا دے گا۔

علامہ اقبال مرحوم نے ویسے ہی نہیں کہا

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''علم و حکمت کے ذریعہ سے جب دنیا طلب کی جائے تو ان کی رونق چلی جاتی ہے''۔

ایک عرب شاعر کا کہنا ہے۔

بئس المطاعم حین الذل تکسبھا
القدر منتصب والقدر مخفوض

''وہ کھانے کس قدر برے ہیں جن کو ذلت کے ساتھ تو حاصل کرتا ہے کہ ہانڈی تو چولہے پر چڑھی ہے اور عزت خاک میں مل رہی ہے۔''

مشہور حافظِ حدیث استاذ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد نے اپنے تجارتی سفر سے واپسی پر اپنے استاذ کی خدمت میں چند تحائف پیش کئے تو انہوں نے فرمایا: ان دو باتوں میں سے ایک کو قبول کر و چاہو تو تمہارے تحفے قبول کرلوں لیکن پھر تم کو حدیث نہ پڑھاؤں گا اور اگر چاہتے ہو کہ تمہیں حدیث پڑھاؤں تو پھر یہ ہدیہ قبول نہ کروں گا۔

ابو عبدالرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عمر بن حریث نے کچھ اونٹ بطور ہدیہ پیش کئے آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے: ''ہم نے تمہارے لڑکے کو قرآن پڑھایا ہے اور کتاب اللہ پر ہم اجرت نہیں لیتے''۔

علامہ عیسیٰ بن یونس محدث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہارون الرشید کے مشہور وزیر جعفر برمکی نے ایک لاکھ درہم پیش کئے تو انہوں نے فرمایا کہ ''میں نہیں چاہتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی حدیثوں کی قیمت کھاؤں''۔

ان ہی کی خدمت میں ایک مرتبہ مامون الرشید نے حدیث سننے کے بعد کافی رقم پیش کی تو فرمایا:

''لا شربۃ ماء... پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں''

علامہ ابراہیم الحربی رحمۃ اللہ کی خدمت میں متعدد بار خلیفہ وقت معتضد باللہ نے بڑی بڑی رقمیں بھیجیں لیکن ہر بار معذرت کر دی۔ ایک بار قاصد سے کہا کہ ”خلیفہ سے کہہ دیں کہ ہمیں پریشان نہ کریں ورنہ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے“۔

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مرتضیٰ حسن کے اس سوال کہ تنخواہ لے کر تدریس تو دین فروشی معلوم ہوتی ہے؟ فرمایا:

ہرگز یہ دین فروشی نہیں آج کل تنخواہ لینی چاہیئے کیوں کہ اس سے کام اچھی طرح ہوگا اور اس کا بار طبیعت پر رہے گا اور بدون تنخواہ لئے کام کا بار نہیں ہوتا۔

اس پر مولانا مرتضیٰ حسن نے عرض کیا:

”تنخواہ لینے میں یہ تو مصلحت معلوم ہوئی مگر اس ضرر کا کیا علاج ہے کہ اس میں دین فروشی ہے؟“

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اگر کسی شخص کو ایک جگہ اتنی تنخواہ ملتی ہے جو اس کے گزارے کے لئے کافی ہے پھر دوسری جگہ اس سے زیادہ تنخواہ مل رہی ہے جس میں پہلی جگہ سے زیادہ دینی خدمت کی صورت نہیں ہے تو اگر وہ پہلی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے تو بے شک دین فروشی ہوگی۔“

راقم الحروف کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صوفی (بن پروفیسر مولانا اصغر علی روحی) گورنمنٹ کالج لاہور نے ایک مرتبہ دعا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تو عرض کیا گیا کہ: ”چھوٹوں کی دعائیں تو بڑوں کو پہنچ ہی جاتی ہیں۔ آپ بڑے ہیں اور پھر استاذ ہیں، آپ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد فرماتے رہا کریں“۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ: ”ہمیں استاذ نہ کہا کریں کہ اس سے کوفت ہوتی ہے“۔ اس پر مؤدبانہ عرض کیا گیا کہ: ”جب آپ ہمارے استاذ ہیں تو پھر کیا کہا کریں؟“ فرمانے لگے ”بھئی ہم پڑھانے کی تنخواہ لیتے ہیں، استاذ تو وہ ہوتے تھے جو اللہ کے لئے بغیر کچھ لئے پڑھایا کرتے تھے“۔ اس پر عرض کیا گیا کہ ”آپ ہم سے تو کچھ نہیں لیتے حکومت سے لیتے ہیں“، فرمایا ”میں تو اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا“۔ حالانکہ گھر پہ طلبہ کو مفت پڑھایا کرتے تھے اور بڑی ہی محنت، محبت اور خلوص کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ کئی طلبہ نے ان سے گھر پر تعلیم حاصل کر کے جامعہ پنجاب سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃً

شاگردوں کی خیر خواہی؛

اساتذہ کو چاہیئے کہ طلبہ کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کریں۔

الف: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اپنے ایک شاگرد ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بہت ہی غریب ہیں اور ان کی والدہ چاہتی ہیں کہ محنت مزدوری کر کے کچھ لائیں تاکہ کھانے پینے کا انتظام ہو، تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے ان کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا تھا جو ماں بیٹے کے تمام اخراجات کے لئے کافی ہوتا تھا۔ بعد میں یہی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ چیف جسٹس کے منصب پر فائز ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا اپنے شاگردوں کی مالی مدد کی، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسد ابن فرات کی مالی مدد کی، اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی کئی بار مالی مدد کی تھی۔

تلامذہ کی یہ مالی مدد اس صورت میں ہے کہ جب اساتذہ میں اس کی وسعت و گنجائش ہو۔

ب: سبق میں ہر گر ناغہ نہ کریں۔ اگر مجبوراً ناغہ ہوا ہو تو اس کی جس حد تک ممکن ہو تلافی کر دیں۔

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ کہا کرتے تھے کہ ”ہمارے استاذ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ اگر میں تجھے علم گھول کر پلا سکتا تو ضرور پلاتا“

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ”بخدا اگر یہ طلبہ میرے پاس نہ آسکیں تو میں خود ان کے پاس جا کر ان کو علم سکھاؤں“۔

ج: پڑھے ہوئے سبق کے متعلق اگلے روز سوال کر کے ان سے جوابات پوچھیں، ہفتہ میں ایک دن علمی سوالات ان سے کیا کریں تا کہ ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا رہے۔

د: ان میں اچھے اخلاق پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہیں تا کہ تعلیم کے ساتھ اصل مقصد یعنی تربیت کی بھی تکمیل ہو۔

ھ: اگر معلوم ہو جائے کہ سبق میں کوئی غلطی ہوگئی ہے تو رجوع کر لیں اور طلبہ کو صاف بتادیں کہ فلاں بات میں نے غلط کہی تھی، اس کا صحیح مطلب یہ ہے۔ اس اعتراف میں اساتذہ کی بڑائی ہے، ہر گز توہین نہیں ہوتی، بلکہ ان کی دیانت و امانت کا سکہ طلبہ کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔

محمد ابن کعب قرظی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا، انہوں نے بتادیا۔ ایک دوسرا شخص جو وہاں موجود تھا، اس نے کہا امیر المومنین ! مسئلہ یوں نہیں یوں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”بے شک تم صحیح کہتے ہو، مجھ سے غلطی ہوگئی“۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ”لوگو! جو بات جانتے ہو وہی کہو جو نہیں جانتے اس پر واللہ اعلم کہا کرو، کیوں کہ علم کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس میں لاعلمی کا اعتراف کرلے“۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے سوال کیا تو جواب دیا ”میں نہیں جانتا“ وہ آدمی کہنے لگا عبداللہ نے کیا اچھا طریقہ اختیار کیا کہ جو نہیں جانتے اس سے لاعلمی کا اقرار کرلیا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وراثت کا ایک مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا ”میں نہیں جانتا“ کہا گیا آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جو بات معلوم نہیں ہوتی تھی تو صاف صاف لفظوں میں اقرار کر لیتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں۔

سعید ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو کہنے لگے مجھے معلوم نہیں اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو علم نہ رکھنے پر علم کا دعویٰ کرے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عالم جب لاادری ”میں نہیں جانتا“ کہنا بھول جاتا ہے تو ٹھوکریں کھانے لگتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لاعلمی کی صورت میں لا ادری کہنا آدھا علم ہے۔

سلف صالحین کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو ذرا بھی اس میں تامل نہ ہوتا تھا کہ اگر ان کو کوئی بات معلوم نہ ہوتی تو فوراً اس کا اعتراف کر لیتے تھے یا دوسرے سے دریافت کر کے جواب دیتے۔

راقم الحروف کے استاذ مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ''آدمی کے علم سے چونکہ اس کی جہالت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اعتراف میں کیا حرج ہے''؟

شاگردوں کی تربیت:

تعلیم کا اصل مقصد ''بتانا'' نہیں بلکہ ''بنانا'' ہے۔ ہر ہر مضمون کے اساتذہ کا فرض ہے کہ اپنے شاگردوں کی محبت وشفقت کے ساتھ اصلاح کرتے رہیں۔ اصلاح کا سب سے مؤثر ذریعہ ذاتی نمونہ ہے اسے کسی بھی اسٹیج پر فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم انسانیت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انما بعثت معلما ''کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔

اور مجھے معلم اس لئے بنا کر بھیجا گیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق سنواردوں۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِيْنَ

''تمہیں آسانی کے لئے بھیجا گیا ہے سختی اور تنگی کے لئے نہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ الدین یسر ''دین آسان ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

''اللہ تم سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے تنگی کا نہیں۔'' (البقرہ:۱۸۵)

تو جب اللہ تعالیٰ نے خود آسانی کا ارادہ فرمایا اور دین بھی آسان اور سہل بھیجا اور نبی کو بھی رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام میں نرمی اور سہولت کا لحاظ فرمایا اور امت کو بھی اصلاح وتربیت کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ آسانی کا حکم دیا تو اب اس کے بعد کسی کی مجال کیا ہے کہ وہ آسانی اور سہولت کو اختیار نہ کرے۔ خواجہ شمس الملک رحمہ اللہ (جو خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں) کا کوئی شاگرد اگر ناغہ کرتا تو فرماتے ''مجھ سے کیا قصور ہوا کہ آپ نہیں آئے''۔

اگر کسی شاگرد سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی کہ جس کی اصلاح تنہائی میں زیادہ مفید ہو تو تنہائی میں کر دینی چاہئے۔ سب کے سامنے نہیں کہ اس کو شرم آئے گی۔ ''اس نصیحت کا تذکرہ البتہ بغیر نام لئے کیا جا سکتا ہے، تا کہ دوسرے بھی اس نصیحت سے فائدہ حاصل

کر سکیں۔

طلبہ کی تربیت کے سلسلہ مین سلف صالحین ،نیک بندوں کے واقعات اوران کی طالب علمی کے حالات میں کوئی نہ کوئی سبق آموز واقعہ سنا دینا بھی بے حد مفید ہوتا ہے۔

اگر طلبہ سے کوئی بات خلافِ طبیعت پیش آئے اور نا گواری کا باعث ہوتو معاف کر دیں اوراپنے دل کو آئینے کی طرح پاک وصاف رکھیں۔کسی طالب علم سے ناخوش ہوکر دل میں کینہ نہ رکھیں کہ اس سے دل سیاہ ہوتا ہے

آئین ماست سینہ چوں آئینہ داشتن

کفراست درطریقت ما کینہ داشتن

طلبہ کے وقت کا لحاظ رکھنا:

ہمیشہ وقت مقررہ پر اپنی کلاس میں جانا چاہئے تا کہ جب استاذ اپنے طلبہ کو وقت کی پابندی کی نصیحت کریں تو انہیں اس پر حیرانی نہ ہو۔

پوری محنت کے ساتھ گھر سے اچھی طرح اسباق کی تیاری کر کے جائیں تا کہ وقتِ مقررہ پر کامیابی کے ساتھ پڑھا سکیں۔اگر اپنے پاس نوٹس رکھنا مناسب ہوتو ضرور رکھ لیں تا کہ اپنے سبق اور موضوع سے نہ ہٹیں۔جس استاذ کو اپنا مضمون پڑھانا آتا ہو طلبہ ہمیشہ دل سے ان کا احترام کرتے ہیں۔

طلبہ کا یہ تعلیمی وقت انتہائی قیمتی ہے یہ کسی صورت ضائع نہیں ہونا چاہئے بلکہ پوری طرح تعلیم وتعلم میں صرف ہونا چاہئے۔

طلبہ کے سامنے کسی کی برائی بیان نہ کرنا:

اساتذہ طلبہ کے لئے آئیڈیل اورنمونہ ہوتے ہیں ان کے شایانِ شان نہیں کہ ان طلبہ کے سامنے کسی کی برائی بیان کریں۔بعض حضرات اپنے مضمون کی برتری کی خاطر طلبہ سے دوسرے مضامین اوران کے اساتذہ کی اچھائی بیان نہیں کرتے یہ اچھی بات نہیں ہے ،غیبت ویسے بھی کبیرہ گناہ ہے،اس سے خود بچنا اور دوسروں کو ممکن حد تک بچانا نہایت ضروری ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بات تو ہم ان کے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں۔ایسے حضرات کی خدمت میں صاف عرض کر دیا جائے کہ پھر ان ہی کے سامنے کہہ دیجئے گا۔جو لوگ خود کسی کی برائی بیان کرنے اور غیبت سے باز نہیں آتے وہ کس منہ سے اپنے طلبہ یا دوسروں کو اس عمل سے باز رہنے کی تلقین کر سکتے ہیں۔

کبھی کسی سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے جو خود اپنے لئے پسند نہ ہو ۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا　　　　کہ تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

سبق پڑھاتے وقت طلبہ کی سمجھ کے مطابق بات کرنا:

اساتذہ کو طلبہ کی سمجھ، صلاحیت اور استعداد کو سامنے رکھ کر بات کرنی چاہئے۔ بعض اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے لئے بہ تکلف مشکل ترین الفاظ کا چناؤ کر کے اپنی تقریر کو انتہائی مشکل بنا دیتے ہیں اور بعد میں جب طلبہ سے پوچھا جاتا ہے کہ سمجھ آئی ؟ تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ تقریر اوپر سے گزر گئی۔ تدریس سے مقصود بھی تو فہم و تفہیم ہے اور اس سلسلے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اور نمونہ ہمیشہ اساتذہ کے پیش نظر رہنا چاہئے۔

ارشاد فرمایا کہ ''ہمیں یہ حکم ہے کہ لوگوں کے مراتب کا لحاظ رکھیں اور ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق ان سے گفتگو کریں، جب کوئی کسی قوم کے سامنے ایسی بات کرتا ہے کہ جس کو وہ نہیں سمجھ سکتے تو فتنہ کا سبب بن جاتی ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بالکل صاف اور واضح ہوتا تھا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

''عالم کے لئے مناسب نہیں ہے کہ کسی شخص کے سامنے ایسی بات کرے جس کا سمجھنا اس کے بس میں نہ ہو''۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

''مبتدی طلبہ سے منتہی طلبہ جیسی گفتگو کرنا مناسب نہیں''

طلبہ سے ذاتی خدمت لینے میں احتیاط:

طلبہ کی سعادت تو اسی میں ہے کہ اپنے اساتذہ کی خدمت میں کوتاہی نہ کریں لیکن خود اساتذہ کو اس سلسلے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

☆ مولانا قاری عبدالرحمن محدث پانی پتی رحمہ اللہ ایک مرتبہ خط لکھ کر لیٹر بکس میں ڈالنے کے انتظار میں تھے کہ ایک طالب علم نے کہا حضرت مجھے دے دیں۔ میں جا کر ڈال دوں آپ خاموش رہے جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ بھائی! میں طالب علم سے اپنا ذاتی کام نہیں لینا چاہتا ہوں''۔

☆ امام ابن طاہر فنِ حدیث پڑھنے کے لئے امام حبان رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ خود ہی اپنا سب کام کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ابن طاہر نے بہت اصرار بھی کیا مگر آپ نہ مانے، اس وقت ان کی عمر اُناسی سال تھی۔

☆ ابوالاسود الدوئلی رحمہ اللہ جو نحو کے امام تھے۔ آخر عمر میں فالج کا شکار ہوئے مگر انتہائی احتیاط کا یہ عالم کہ جتنا کام ممکن تھا خود ہی کرتے اور پاؤں گھسٹتے ہوئے بازار چلے جاتے حالانکہ ان کے ہزاروں شاگرد تھے۔

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنا کام خود کرتے تھے، جب انہوں نے شہر بخارا کے باہر ایک مہمان سرائے بنوائی تو اس کی تعمیر میں خود بھی مزدوروں کے ساتھ شریک رہے۔ ایک شاگرد نے کہا کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ تو فرمایا یہ میرے لئے مفید ہے۔

عمل کا اہتمام:

اساتذہ کو چاہئیے کہ شاگردوں کے سامنے عمل کا نمونہ ہوں۔ایسے علم سے جس پر عمل نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَع۔

اے اللہ! میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَالِمٌ لَّا یَنْفَعُ بِعِلْمٍ

سب سے بدترین شخص مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عالم ہے جس کے علم سے نفع نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے:

اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ۔

یادرکھو! سب سے بدتر برے علماء اور سب سے بہتر اچھے علماء ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ''اس خوف سے لرز رہا ہوں کہ قیامت کے دن حساب دینے کے لئے کھڑا کیا جاؤں اور پوچھا جائے کہ تو نے علم تو حاصل کیا تھا مگر اس سے کام کیا لیا؟

ایک جگہ فرماتے ہیں ''جو نہیں جانتا اس کے لئے ایک ہلاکت ہے اور جو جانتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کے لئے سات ہلاکتیں ہیں''۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا ''قرآن پاک میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ ادعونی استجب لکم ''مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا'' مگر کیا سبب ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں اور قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا پانچ سبب سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی:

۱۔ تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا مگر اس کا حق ادا نہ کیا۔

۲۔ قرآن پاک پڑھا مگر اس پر عمل نہ کیا۔

۳۔ محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کیا مگر سنت رسول ؐ کی پیروی نہ کی۔

۴۔ ابلیس پر لعنت کی مگر اس کی فرمانبرداری بھی کرتے رہے۔

۵۔ اپنے عیبوں سے آنکھیں بند کر کے دوسروں کے عیب ڈھونڈتے رہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''باتیں بنانا سب جانتے ہیں لیکن اچھا وہی ہے جس کا قول وفعل یکساں ہو''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

اے اہل علم! اپنے علم پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی ہے جو علم حاصل کر کے عمل کرتا ہے اور جس کے علم و عمل میں اختلاف نہیں ہوتا۔عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم تو رکھیں گے مگر علم ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہوگا۔ان کا عمل ان کے علم کے خلاف ہوگا مجلسیں جما کر بیٹھیں گے آپس میں فخر کریں گے اور لوگوں سے اس لئے ناراض ہوجایا کریں گے ان کی مجلسیں چھوڑ کر دوسروں کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے؟ ایسے لوگوں کے عمل اللہ تک نہیں پہنچیں گے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''لوگوں کو ان کے اعمال سے پرکھو نہ کہ اقوال سے اللہ تعالیٰ نے ایسا قول نہیں چھوڑا جس کی تصدیق یا تکذیب کے لئے کوئی نہ کوئی عمل نہ ہو۔کسی کی میٹھی میٹھی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ یہ دیکھو کہ فعل کیسا ہے؟

ان ہی کا ارشاد ہے:

علم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قلب میں ہے وہ نفع دینے والا علم ہے اور ایک وہ علم جو صرف زبان پر ہے، یہ اس پر حجت ہے۔

☆ حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہیں قول پسند نہ تھا، صرف عمل سے خوش ہوتے تھے''۔

☆ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''علم عمل کو پکارتا ہے اگر جواب نہیں پاتا تو رخصت ہوجاتا ہے''۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ '' آدمی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں کہ اس کا دل سخت ہوجائے''۔

بے عمل عالم کی نصیحت کا اثر دل پر ایسے ہوتا ہے کہ جیسے بارش سنگلاخ چٹان پر۔

☆ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم بغیر علم کے متقی نہیں ہوسکتے اور جب تک عمل نہ کرو حسین وجمیل نہیں بن سکتے''۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جو شخص علم میں لوگوں پر فوقیت و برتری رکھتا ہو اسے چاہئے کہ عمل میں بھی سب سے برتر ہو''۔

☆ حضرت سید رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''خبردار چھلنی کی طرح نہ ہونا کہ وہ عمدہ آٹا تو نکال نکال کر دوسروں کو دے دیتی ہے اور بھوسی اپنے پاس رکھتی ہے۔اس طرح تمہارا حال نہ ہونا چاہئے کہ تم اپنے منہ سے دوسروں کے لئے تو حکمت کی باتیں نکالتے رہو اور خود تمہارے دلوں میں کھوٹ رہ جائے''

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''کسی امام نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ صرف علم سے پاک ہوگیا اور نہ یہ کہ علم ہی سے اس کی مغفرت ہوسکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ محض علم میں نفسانیت شریک ہوتی ہے جب تک عمل نہ کیا جائے نفس برے اخلاق سے پاک نہیں ہوتا''۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''طالب دنیا عالم کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے اور محض زبانی جمع خرچ سے علم کی تعریف کر کے تم کو فتنہ میں ڈال دے گا اس لئے تم اس کی باتوں سے اس دھوکے میں پڑ جاؤ گے کہ عمل کی چنداں ضرورت نہیں صرف معلومات بڑھا لینا ہی کافی ہے''۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میرا گزر ایک پتھر پر ہوا جس پر لکھا ہوا تھا مجھ کو پلٹ کر دیکھو عبرت حاصل کرو گے۔ میں نے اس کو پلٹ کر دیکھا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا تم نے معلوم شدہ باتوں پر تو عمل نہیں کیا پھر نئی معلومات کرنے کی کس لئے فکر ہے؟''

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ''علم کو عمل کے لئے حاصل کرو اس پر بہت لوگ غلطی کر رہے ہیں اس لئے ان کا علم تو پہاڑوں کے برابر ہے اور عمل چیونٹیوں کے برابر''

''ہم نے پہلے لوگوں کی تو یہ حالت دیکھی تھی کہ جس قدر جس کسی کا علم بڑھتا تھا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی ہوتی تھی مگر اب معاملہ مختلف ہے''

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھی:

یا معشر العلماء یا ملح البلد

ما یصلح الملح اذا لملح فسد

''اے علماء کی جماعت! تم شہر میں نمک کی طرح ہو، بتاؤ اگر

نمک ہی خراب ہو جائے تو اسے کیا چیز درست کر سکتی ہے''

عوام کی حالت تو علماء کے ذریعے درست ہوتی ہے اگر علماء ہی بگڑ جائیں تو ان کو کون درست کرے گا؟

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے برا آدمی کون ہے؟ فرمایا ''بگڑا ہوا عالم''

قرآن مجید میں اچھے اعمال کے کرنے پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ ہر جگہ ایمان کے بعد اعمالِ صالحہ کا تذکرہ ہے بلکہ زندگی ملی ہی اس لئے ہے:

لِيَبْلُوَ كُمْ أَيُّكُمْ اَحسَنُ عَمَلاً

تا کہ اللہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے سب سے اچھا عمل کون کرتا ہے۔

علم خوفِ خدا پیدا کرتا ہے، قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

اللہ کے بندوں میں اس سے ڈرنے والے تو بس علماء ہی ہیں۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میں تم میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

اساتذہ کرام میں بھی اس کی جھلک ضرور نظر آنی چاہیئے، ہو نہیں سکتا کہ اساتذہ تو علم و تقویٰ والے ہوں اور ان کے عمل کا اثر ان کے طلبہ پر صاف دکھائی نہ دے۔ لہٰذا علم برائے عمل اور تعلیم برائے تعمیل ہے۔

دعا کا اہتمام:

اساتذہ جس طرح خود اپنے اور اپنی اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں بالکل اسی طرح انہیں شاگردوں کے لئے بھی دعائیں مانگنی چاہئیں۔ ہمارے اسلاف میں ایک بزرگ استاذ کے بارے میں راقم الحروف نے پڑھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ

مجھے اپنی زندگی کا کوئی ایسا دن یاد نہیں کہ جس میں اپنے اساتذہ اور پھر اپنے شاگردوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگی ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے مسلم شریف کی روایت میں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ ''اے اللہ! عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دین کی سمجھ عطا کر'' کے الفاظ آئے ہیں۔

ابن ماجہ میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من یرد اللہ بہ خیراً یفقھه فی الدین

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عبادت گزار سے زیادہ بھاری ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عنقریب تمہارے پاس لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو انہیں خوش آمدید کہنے والی دعائیں دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ میں دعا دیتے ہیں اللھم علمہ الکتاب ''اے اللہ! انہیں کتاب کا علم عطا فرما''۔ (بخاری کتاب العلم)

ابن ماجہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَحَيُّوْهُمْ وَعَلِّمُوْهُمْ ۔

انہیں خوش آمدید کہنا، ان کے لئے دعا کرنا اور انہیں علم سکھانا۔

اساتذہ کو بھی اس کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆

☆

سب تعریفوں کے لائق اللہ ہے جو جہانوں کا مالک ہے

اور اللہ کا درود وسلام ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور ان کی آل اور صحابہؓ سب پر ہو۔

ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمن کی تصانیف ایک نظر میں

تعارفِ قرآن	بہادر خواتینِ اسلام	علمائے پاکستان کی تفسیری خدمات
فیوض القرآن (قرآنی سورتوں کا خلاصہ)	خطباتِ تبوک	علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات
کتاب التجوید	ارکان اسلام	تذکرہ اسلاف (۱۔۸)
جدید قرآنی قاعدہ	فلسفہ اسلامی عقائد و عبادات	سوانح پروفیسر مولانا غازی احمدؒ
خطبات سیرت	اسلام کا نظام حیات	سوانح مولانا قاری سید حسن شاہ بخاریؒ
مقالات سیرت ﷺ	اسلامی تعلیمات	تذکرۃ القراء
سیرتِ پاک ﷺ	اسلامی مضامین	میرے چند اساتذۂ کرام
آنحضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار	حقوقِ اولاد	ہمارے اسلاف (انگریزی)
نبی اکرم ﷺ	حقوقِ والدین	مشاہیر علماء (۱۔۸)
نامور مسلم سپہ سالار	اسلامی حقوق	مشاہیر علمائے سرحد
فضائل الاعمال (احادیث کا اردو ترجمہ)	دعائیں	علمائے ہزارہ
رسولِ کریم ﷺ کی ۵۵ وصیتیں	اساتذہ کے لئے رہنما اصول	اساتذہ دارالعلوم دیوبند
فضائل درود شریف	سوانح حضرت قاری فضل کریمؒ	مشاہیر علماء پاکستان (عربی)
نور مصطفی ﷺ کی جھلکیاں	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور ان کے خلفاء	پاک و ہند کے عربی شعراء
کاتبین نبی ﷺ	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے خلفاء	دیوان نقیب احمدؒ
قصص الانبیاء اردو ترجمہ قصص النبیین للاطفال	مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ اور ان کے خلفاء	مکاتیب علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ
تاریخ جیش النبی ﷺ	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور ان کے خلفاء	خطوط مشاہیر
قصائد حسان رضی اللہ عنہ (اردو ترجمہ و تشریح)	شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ اور ان کے خلفاء	مکاتیب پروفیسر مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ
الھمزیۃ النبویہ (نعتیہ قصیدہ کا اردو ترجمہ و تشریح)	سوانح مولانا محمد رسول خان ہزارویؒ	یادگار خطوط
جواہر الحدیث (۱۔۶)	سوانح پروفیسر مولانا قاضی محمد احمد ہزارویؒ	تبصرے
عربی میں نعتیہ کلام	سوانح مولانا قاری محمد عارفؒ	مقالات شیخ عبدالعزیز بن بازؒ
کتاب الجہاد (احادیث جہاد کا اردو ترجمہ)	سوانح امام القراء محمد عبدالمالکؒ	مقالات علامہ سید سلیمان ندویؒ
اسلام میں مجاہد کا مقام	مولانا مفتی بشیر احمدؒ اور ان کے خلفاء	القراءۃ والاناشید
مقالات جہاد	تذکرہ حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ اور ان کے خلفاء	الرسائل العربیہ (عربی)
جہاد فی سبیل اللہ	علماء کی کہانی خود ان کی زبانی	الحروف العربیہ
تحفہ افواج اسلام (۱۔۲)	سوانح شیخ محمد بن عبدالوہابؒ	کیف نتکلم بالعربیہ
اسلامی جہاد	معاصرین اقبالؒ	القراءۃ العربیہ (بڑی)
اسلام میں شہید کا مقام	سوانح کیپٹن محمد جاوید اختر شہیدؒ	القراءۃ العربیہ (۱۔۸)